تحریر: الامام العلامہ محمد بن علی الشوکانی
ترجمہ: جناب ملک غلام مصطفےٰ ظہیر

# قبروں کو اونچا بنانا حرام ہے!

زیرِ نظر مقالہ امام محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۲ --- ۱۲۵۰ھ) کی کتاب "شرح الصدور بتحریم رفع القبور" کا ترجمہ ہے، جسے ملک غلام مصطفےٰ صاحب ظہیر متعلم جامعہ علوم اثریہ نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے ایک ہی قسط میں مکمل شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

---

جاننا چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان جب بھی کسی چیز کے بدعت یا غیر بدعت، مکروہ یا غیر مکروہ اور حرام یا غیر حرام ہونے کے متعلق اختلاف ہوا، تو تمام سلف و خلف (یعنی عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک، جب کہ بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تیرہویں صدی جارہی ہے) کے نزدیک بالاتفاق اس اختلاف کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا واجب ہے ---- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ الآية"

کہ "اگر کسی مسئلہ کے بارے تمہارے درمیان نزاع واقع ہو تو اسے اللہ

تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دو!"

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے، جب کہ رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا معنیٰ یہ کہ سنت رسول ﷺ سے اس کا حل تلاش کیا جائے --- اس بارے جمیع مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے!

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جب کوئی مجتہد کسی چیز کے حلال ہونے، اور دوسرا اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دے دے تو ان دونوں میں سے کوئی بھی حق کے اعتبار سے دوسرے سے اولیٰ نہیں ہو سکتا---خواہ وہ علم میں اس سے زیادہ، عمر میں اس سے بڑا اور زمانے کے لحاظ سے مقدم ہی کیوں نہ ہو--- اس لئے کہ ان میں سے ہر کوئی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور شریعت مطہرہ کا پابند ہے، جو کہ کتاب و سنت میں منحصر ہے! --- چنانچہ اس ایک سے بھی وہی کچھ مطلوب ہے، جو کچھ دوسروں سے مطلوب ہے --- یوں کثرتِ علم، درجہ اجتہاد تک پہنچنے یا اس سے بھی آگے بڑھ جانے کی بناء پر کسی سے شریعت کے وہ احکام ساقط نہیں ہو سکتے جو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں، اور نہ کسی کی یہ صلاحیتیں اسے اللہ تعالیٰ کے مکلف بندوں کی صف سے باہر نکال سکتی ہیں، بلکہ اس کے برعکس جب بھی کوئی عالم علم کے اعتبار سے بڑھ جاتا ہے تو اس کا مکلف ہونا بھی دوسروں کی نسبت زیادہ ہو جاتا ہے --- بصورتِ دیگر نہ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر شریعت مطہرہ کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا واجب ٹھہرایا ہے اور نہ ہی حق کو کھول کر بیان کرنے اور شریعت الٰہی کی وضاحت کا اسے مکلف بنایا ہے!

ہاں مگر جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا علم بھی عطا فرمایا ہے، تو وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنے کا پابند ہے --- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهُ "

" جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ تم اس (کتاب) کو (جو تمہیں دی گئی ہے) لوگوں کے سامنے (صاف صاف) بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں!"

نیز فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ"

"بلاشبہ وہ لوگ جو ہمارے احکام اور ہدایت کو' جو ہم نے نازل فرمائی ہیں' چھپاتے ہیں ---- باوجودیکہ ہم نے انہیں لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے ---- تو ایسوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں!"

قرآنِ مجید کی بیان کردہ یہ وعید یہ بات سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ علماء نہ صرف اس ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے' بلکہ اہلِ علم ہونے کی بناء پر ان پر یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے -- نیز اگر وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے تو ان کا گناہ بھی جاہل کی نسبت شدید تر ہوگا- جیسا کہ اللہ رب العزت نے اس شخص کے بارے میں بھی بیان فرمایا جو جہالت کی بناء پر کوئی برائی کرتا ہے' اور اس شخص کا حال بھی بیان فرمایا جو علم کے باوجود کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے ---چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنی بہت سی آیات میں ان علمائے یہود کا نوٹس لیا اور انہیں سخت ڈانٹ پلائی ہے جو کتابِ الٰہی کو پڑھنے اور جاننے کے باوجود شریعت کی مخالفت پر کمربستہ ہوئے اور اس راہ میں بہت آگے نکل گئے -- ایک صحیح حدیث میں ہے:

"ان من اوّل من تسعر بهم جهنّم: العالم الّذی یأمر النّاس ولا یأتمر وینهاهم ولا ینتهی"

"سب سے پہلے جس شخص سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی' وہ ایسا عالم ہوگا جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتا تھا' لیکن خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا تھا- لوگوں کو تو (برائی سے) منع کرتا تھا' لیکن خود اس سے نہیں رکتا تھا-"

معلوم ہوا کہ کثرتِ علم اور اس سلسلہ میں معرفت کے اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے باوصف کسی عالم پر سے نہ صرف شرعی احکامات ساقط نہیں

ہوتے' بلکہ بڑھ جاتے ہیں --- وہ ان احکام کا مخاطب بنتا ہے جن کا مخاطب کوئی جاہل نہیں بنتا اور وہ ان ذمہ داریوں کا مکلف ہوتا ہے' جن کا جاہل مکلف نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کے بارے میں اس قدر آیات اور احادیث آئی ہیں کہ اگر انہیں جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے' تاہم اس بحث سے ہماری غرض وغایت صرف یہ ہی نہیں' بلکہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ایک عالم بھی جاہل کی طرح ان احکاماتِ شریعت کا پابند و مکلف ہے جو کتاب و سنت میں وارد ہوتے ہیں! البتہ ساتھ ہی ہم نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ عالم کے رتبہ اور جاہل کے رتبہ میں بہت سے احکامات کی بناء پر تفاوت ہے اور عالم کو جو خصوصیت حاصل ہے' وہ جاہل کو حاصل نہیں!

اور اس سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ علماء محققین' ان کے بعد آنے والوں' یا ان کی پیروی کرنے والوں میں سے کسی کو بھی یہ کہنا لائق نہیں کہ حق وہی ہے جو فلاں نے کہا ہے' یا فلاں حق کے زیادہ قریب ہے' بلکہ اگر اس میں فہم و علم اور تمیز ہے تو اس پر یہ واجب ہے کہ وہ مختلف فیہ مسائل کو کتاب و سنّت پر پیش کرے ---- جس کے پاس دلیل ہوگی وہی حق پر ہوگا اور وہی حق کے اعتبار سے اولیٰ ہوگا۔ اور جس کے پاس کتاب وسنت کی دلیل نہ ہوگی تو وہ مخطئ (یعنی خطاکار) ہوگا--- اور اس خطاء کی بناء پر وہ گناہ گار نہ ہوگا' اگر اس نے اجتہاد کا حق ادا کر دیا ہے' بلکہ وہ معذور سے بھی بڑھ کر ماجور ہوگا' جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے :

"اذا اجتهد الحاكم فأصاب فلهٗ اجران، وإن اجتهد فأخطأ فلهٗ اجر۔"

"جب حاکم اجتہاد کرے اور درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لئے دو اجر ہیں --اور اگر اجتہاد میں خطاء کرے (تب بھی) اس کے لئے ایک اجر ہے!"

لیکن یہ اجر صرف مجتہد کی ذات کے لئے ہے' کسی دوسرے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی خطاء میں اس کی پیروی کرے' نہ ہی اسے مجتہد کی طرح معذور و ماجور

سمجھا جائے گا۔ بلکہ مجتہد کے علاوہ تمام مکلّفین پر یہ واجب ہے کہ وہ خطاء میں اس کی اتباع کو ترک کر کے اس حق کی طرف رجوع کریں جو کہ کتاب و سنت کے موافق ہو گا' خواہ وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو --- اور جس کے پاس کتاب و سنت کی دلیل نہ ہو گی' وہ حق سے دور بلکہ مخطئی ہو گا' خواہ وہ تعداد میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں! پھر کسی عالم و متعلم اور ذی فہم مگر کم علم والے کے لئے یہ بھی لائق نہیں کہ وہ کہے' حق اس کے پاس ہے کہ علماء میں سے جس کی پیروی کی جاتی ہے' جب کہ قرآن و حدیث کی دلیل کسی دوسرے کے پاس ہو---- ایسا کہنا بڑی جہالت' مذموم تعصب اور انصاف کے منافی ہے' اس لئے کہ حق کو لوگوں کے ذریعے نہیں پہچانا جاتا' بلکہ لوگوں کو حق کے ذریعے پہچانا جاتا ہے ---- نیز علماء مجتہدین اور ائمہ محققین معصوم عن الخطاء نہیں ہیں --- اور جو معصوم نہ ہو' اس سے خطاء کا صدور بھی ممکن ہے' جس طرح اس سے صواب کا صدور ممکن ہے --- یوں بھی ہوتا ہے کہ کبھی وہ صواب کو پہنچے گا تو کبھی خطاء بھی کر جائے گا' جب کہ اس کے صواب کو خطاء سے ممیّز کرنا صرف کتاب و سنت کی دلیل کی طرف رجوع کرنے ہی سے ممکن ہو گا--- اگر کتاب و سنت اس کی موافقت نہ کریں تو وہ مخطئی (یعنی خطاء کرنے والا) ہے!

یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں تمام مسلمانوں میں سے کسی اول و آخر' سابق و لاحق اور صغیر و کبیر نے اختلاف نہیں کیا ہے' اور اسے ہر وہ شخص جانتا ہے کہ جس کے پاس علم و عرفان کا ادنیٰ و حقیر ترین حصہ بھی موجود ہے --- اور جو اسے تسلیم کرنے سے انکاری ہے' وہ قابلِ ملامت ہے' اسے یہ جان لینا چاہیے کہ وہ ایک ایسے کام میں پڑ کر خود کو گناہ گار کر رہا ہے جس کا وہ اہل نہیں تھا' جس تک اس کی قدرت و رسائی نہیں ہے' اور نہ ہی اس کی فہم و فراست اس سلسلہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکتی ہے -- اسے جھٹلانے میں اسے اپنے قلم و زبان کو روک کر طلبِ علم میں مشغول ہونا چاہئے اور اپنے آپ کو ان علومِ اجتہاد کی طلب کے لئے فارغ کر دینا چاہئے' جو اسے قرآن و حدیث کی معرفت' فہمِ معانی اور کتاب و سنت کے دلائل کو سمجھنے کے قابل بنا سکیں --- اسے چاہئے کہ وہ سنت اور اس کے علوم کے حصول میں اس قدر محنت کرے کہ اسے صحیح و سقیم اور مقبول و مردود کی پہچان ہو جائے - پھر یہ بات بھی لازم ہے کہ وہ امت

کے سلف و خلف میں سے ائمہ کبار کے اقوال کو دیکھے' یہاں تک کہ وہ اپنے مطلوب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے ---لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا' اور مجتہد بن بیٹھتا ہے' تو اسے انتہائی ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا- تب وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں بے فائدہ قیل و قال میں پڑ کر وقت ضائع نہ کرتا' اور ایک ایسے کام میں مشغول نہ ہوتا جس کا اسے علم نہیں تھا --- کیا خوب فرمایا رسالت مآبؐ نے :

"رحم اللہ امرءًا قال خیرًا او صمت"

"اللہ تعالی اس شخص پر رحمت فرمائے جو یا تو کلمہ خیر کہتا ہے اور یا پھر خاموش رہتا ہے !"

بہرحال یہ اس شخص کا حال ہے جس نے علم کے بارے میں کوئی بات کہی' اس سے قبل کہ اللہ تعالی اس کو وہ چیز سکھا دیتا جو اس کے لئے ضروری تھی - اس نے علماء کے بارے اپنے آپ کو تعصب میں ڈال دیا اور ایسی چیز کو غلط یا صحیح قرار دے دیا' جس کا وہ علم و فہم نہیں رکھتا تھا-- جس نے نہ تو بہتر بات کہی اور نہ خاموشی اختیار کی' گویا اس نے وہ رویہ اختیار نہیں کیا جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے رہنمائی مہیا فرمائی تھی!

مذکورہ گفتگو سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہر معاملہ میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا نصِ قرآنی اور اجماع المسلمین سے واجب ہے - اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں علماء کے اختلاف کے وقت مخطئ اور مصیب کی پہچان اس طریقہ کے علاوہ بھی ممکن ہے' تو ایسا شخص کتاب اللہ اور اجماع المسلمین کا مخالف ہوگا! - کاش ایسا شخص سوچے کہ کس طرح اس نے اس زعمِ باطل سے اپنے آپ کو گناہ گار کیا ہے اور اس خطائے فاحش سے وہ کونسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہے ----- کمی و کوتاہی نے اسے آزمائش میں ڈال دیا ہے' اور اس چیز میں کلام کر کے' جس کا وہ اہل نہیں تھا' ناحق مشقت میں پڑ گیا ہے ---- اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمائے -- آمین !

اب ہم اہلِ علم کے اختلاف' اور اسے کتاب و سنت کی طرف لوٹانے کو ایک مثال سے واضح کریں گے تاکہ مصیب اور مخطئ کا فرق واضح ہو جائے --- یہ معلوم ہو

جائے کہ حق کس کے پاس ہے اور کون ایسا ہے کہ جس کہ پاس حق کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے --- یوں حق کی کما حقہ پہچان بھی ہوگی اور اس کی غایت درجہ وضاحت بھی ہوگی' کیونکہ یہ معلوم ہے کہ مثال بیان کرنے سے کوئی چیز انتہائی واضح اور روشن ہو جاتی ہے اور کسی بھی فہم صحیح اور عقل رجیع رکھنے والے' نیز ایسے شخص سے' جسے علم و عرفان کا تھوڑا سا بھی حصہ ملا ہے' مخفی نہیں رہ سکتی -- یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہمارے ہمعصر اور ہم وطن لوگوں کی نوکِ زبان پر ہے' بالخصوص ان دنوں تو یہ مسئلہ متعدد اسباب و وجوہ کی بناء پر کسی سے بھی پوشیدہ نہیں --- یہ مسئلہ ہے قبروں کو اونچا بنانے اور ان پر مساجد' عمارتیں اور قبے تعمیر کرنے کا! حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اول و آخر اور سابق و لاحق تمام لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں کو اونچا بنانا اور ان پر عمارتیں تعمیر کرنا ، ان بدعات میں سے ایک بدعت ہے جن کی نہ صرف ممانعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے' بلکہ آپ ﷺ نے ان پر شدید ترین وعید بھی سنائی ہے' جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ اور جملہ مسلمانوں میں سے کوئی ایک بھی اس سے اختلاف نہیں رکھتا!

ہاں امام یحیٰی بن حمزہ نے اپنے ایک مقالہ میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ بزرگوں کی قبروں پر مشاہد اور قبے بنانے میں کوئی حرج نہیں --- ان کے علاوہ کسی نے یہ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی سے یہ بات بیان کی گئی ہے! فقہ زیدیہ کی کتابوں کے مؤلفین میں سے جس نے یہ بات ذکر کی ہے' وہ امام یحیٰی کے قول پر ہی چلا ہے اور انہی کی اقتداء کی ہے --- ورنہ اس طرح کی بات ان کے کسی ہم عصر یا ان سے کسی پہلے آنے والے' اپنے یا بیگانے سے ہم نے نہیں سنی --- اسی طرح صاحب "البحر" جو کہ کبار زیدیہ کا مدرس ہے' اس نے بھی اسی پر اکتفاء کی ہے!

**مسئلہ امام یحیٰی:**

امام یحیٰی نے لکھا ہے کہ:

"ولا بأس بالقباب والمشاهد على قبور الفضلاء والملوك لأستعمال المسلمين ولم ينكر. انتهٰى"

"یعنی فضلاء (بزرگوں) اور بادشاہوں کی قبروں پر مشاہد اور قبے بنانے

میں کچھ حرج نہیں' اس لئے کہ مسلمان انہیں استعمال کرتے اور انہیں برا خیال نہیں کرتے "!

آپ پہلے یہ معلوم کر چکے ہیں کہ امام یحییٰ کے علاوہ کسی نے یہ بات نہیں کہی' اور آپ نے ان کی دلیل بھی سن لی ہے کہ "مسلمانوں کا انہیں استعمال کرنا اور انہیں برا خیال نہ کرنا!" --- صاحبِ "بحر" نے بھی یہی دلیل نقل کی ہے جو امام یحییٰ نے اپنی کتاب "غیث" میں ذکر کی ہے اور اسی پر اکتفاء کی ہے' اس کے علاوہ کوئی دلیل پیش نہیں کی!

اب صورتحال کچھ یوں ہے کہ اس مسئلہ میں ایک طرف امام یحییٰ ہیں' اور دوسری طرف تمام علماء' صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین رحمہم اللہ' متقدمین و متاخرین اہلِ بیت' مذاہبِ اربعہ کے سب لوگ اور اول و آخر جمیع مجتہدین! --- اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ بعد کے مؤلفین میں سے جس نے بھی امام یحییٰ کا قول اپنی کتاب میں نقل کیا ہے' اس نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے' تو ہم عرض کریں گے کہ محض کسی قول کا نقل کردینا اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ نقل کرنے والے نے اسے اختیار بھی کیا' اور اسے اپنا مذہب بھی سمجھا ہے --- ہاں اگر امام یحییٰ کے بعد کسی اہلِ علم نے وہ بات کہی ہے جو امام یحییٰ نے کہی' یا اسی دلیل سے استدلال کیا ہے' جس سے انہوں نے استدلال کیا' تو اگر تو وہ غیر مجتہد ہے تو اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں --- کیونکہ اعتبار مجتہدین کے اقوال پر کیا جاتا ہے' نہ کہ مقلدین کے اقوال پر --- اور اگر وہ مجتہد ہے' اور آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ امام یحییٰ یا ان کے علاوہ اس اہلِ علم نے جو بات کہی ہے' وہ حق ہے یا نہیں؟ تو آپ پر واجب ہے کہ اس اختلاف کو اس چیز کی طرف لوٹائیں جس کی طرف لوٹانے کا ہمیں اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے --- اور وہ ہے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ!

اور اگر آپ یہ کہیں کہ اس معاملہ کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا کر آپ کے لئے واضح کر دیا جائے' تاکہ فائدہ حاصل ہو' حق بھی واضح ہو جائے اور مصیب و مخطئ کا فرق بھی سامنے آ جائے --- تو بسم اللہ! ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو واضح کر دیں گے' اور اس کے بعد آپ کے دل میں کوئی ریب و تردد

بھی باقی نہیں رہے گا-- شرط صرف یہ ہے کہ آپ ہماری بات غور سے سنیں اور قلب و ذہن کو خوب متوجہ کرلیں' تاکہ اس سلسلہ میں کوئی الجھن باقی نہ رہے!

پہلے تو آیاتِ قرآنی سنیے --- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "

"رسول اللہ ﷺ جو تمہیں دیں' وہ لے لو --- اور جس سے روک دیں' اس سے رک جاؤ!"

آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ بندوں پر اس چیز کی اتباع کرنا اور اسے اپنانا واجب ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے -- اور اس بات سے رک جانا اور اسے ترک کردینا لازمی ہے' جس سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا ہے!

نیز فرمایا:

" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ "

"آپ ﷺ فرما دیجئے' اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو' (اس کے نتیجہ میں) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا!"

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دارومدار رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر ہے' کیونکہ یہی وہ معیار ہے جس کی بناء پر بندے کی اپنے رب سے محبت باعتبار طریقے سے پہچانی جاتی ہے --- اور یہ اس بات کا بھی سبب ہے کہ بندہ اللہ کی محبت کا مستحق ٹھہرے!

مزید ارشاد ہوا:

" مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ "

"جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی!"

اس آیت میں اطاعتِ رسول ﷺ کو اطاعتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے!--- پھر اس اطاعت کی جزاء بھی بیان فرمائی:

"وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا"

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔۔ یعنی نبیوںؑ، صدیقوں، اور صالحین کے ساتھ!۔۔۔ اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں"!

معلوم ہوا کہ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لئے ضروری قرار دی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، چنانچہ انہیں ان لوگوں کی معیت حاصل ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجات، مقاماتِ رفیع اور انتہائی قدر و منزلت کے حامل ہیں!

یہ مقام کونسا ہے؟۔۔۔ اللہ رب العزت نے یہ بھی بیان فرمایا:

"وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے!"

جب کہ اس راہ سے روگردانی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

"وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ"

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود پھلانگ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے!"

اس جزا اور سزا کو نوٹ کیا جائے، جزا اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کا نتیجہ ہے، جب کہ سزا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ! ایک دوسرے مقام پر یوں

فرمایا:

"وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ"

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور (آئندہ) اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں"۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ"

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو!"

اور اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ پر حکم نازل فرمایا کہ وہ اس بات کا اعلان کر دے:

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ"

"اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو!"

اس موضوع پر تیس سے زاید آیاتِ قرآنی دلالت کرتی ہیں' اور ان تمام آیاتِ قرآنی سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس بات کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے' یا جس سے منع فرمایا ہے' اس کی تعمیل کرنا اللہ رب العزت کا حکم ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے ---- نیز یہ کہ یہ اطاعتِ رسول ﷺ ' اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے"!

قرآنِ مجید کی ان آیات کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیثوں سے یہ ثابت کریں گے کہ قبروں کو اونچا کرنا اور ان پر عمارتیں تعمیر کرنا منع ہے -- نیز انہیں زمین سے برابر کرنا اور اونچی قبروں کو گرا دینا واجب ہے --- تاہم اس سے قبل ہم چند باتیں بطورِ تمہید ذکر کریں گے' جن کا تعلق زیرِ بحث مسئلہ سے ہے۔ اور پھر آخر میں اپنے مطلوب کو واضح کریں گے' حتیٰ کہ قارئین جان لیں گے کہ امام یحییٰ اور ان کے علاوہ جس کسی نے یہ بات کہی ہے کہ قبروں پر قبے اور مشاہد بنانا جائز ہے' اس بات کو کتاب و سنت کی طرف لوٹا کر اس کا شافی و کافی جواب حاصل کیا جا چکا ہے --- گو ہم اس

سلسلہ کی پوری بحث کو درج کرنے کی بجائے اس کا بعض حصہ ہی ذکر کریں گے' تاہم اس سے بحمد اللہ اطمینانِ قلب حاصل ہوگا اور ہر وہ شخص' جو صاحبِ فہم و بصیرت ہے' یہ جان لے گا کہ قبروں کو اونچا بنانا اس امت کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور وہ صریح دھوکہ ہے' جو شیطان نے لوگوں کو دیا ہے ----- یہی وہ فتنہ ہے جس میں شیطان نے اممِ سابقہ کو مبتلا کیا تھا' جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنی کتابِ عزیز میں ذکر فرمایا ہے!

اس فتنہ کا شکار سب سے پہلی قوم' قومِ نوح علیہ السلام تھی۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ○ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ○ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ○

"نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب' ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا' اور ایسوں کے تابع ہوئے ہیں جن کو ان کے مال اور اولاد نے سوائے نقصان کے سوا کچھ زیادہ نہیں دیا-- اور وہ بڑی بڑی چالیں چلے -- اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہر گز نہ چھوڑنا اور ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کو (تو کبھی) ترک نہ کرنا!"

یہ بنو آدم کے نیک لوگ تھے' جن کے کچھ اَتباع تھے جو ان کی پیروی کرتے تھے--جب یہ (نیک لوگ) فوت ہوگئے تو ان کے پیروکاروں نے کہا' اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں' تو انہیں یاد کرنے سے ہمارا شوقِ عبادت زیادہ ہوگا' چنانچہ انہوں نے ان کی تصویریں بنالیں۔ جب یہ لوگ مرگئے اور ان کے بعد دوسرے آئے تو ابلیس نے انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ تم سے پہلے لوگ ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے ان کی عبادت شروع کردی ---پھر ان کے بعد عربوں نے بھی انہیں پوجنا شروع کر دیا!

اسی معنیٰ کے الفاظ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی

ہیں — آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انّ ھؤلاء کانوا قومًا صالحین من قوم نوح، فلمّا ماتوا عکفوا علیٰ قبورھم، ثم صوّروا تماثیلھم، ثم طال علیھم الأمد فعبدوھم۔

"یہ قومِ نوح کے نیک لوگ تھے —— جب یہ مر گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر اعتکاف شروع کر دیا— پھر انہوں نے ان کی مورتیاں بنالیں' اور ایک طویل مدت کے بعد انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی!"

اسی کی تائید میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث بھی ہے جو صحیحین وغیرھما میں ہے کہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارضِ حبشہ میں ایک گرجا کا ذکر فرمایا جس میں آپ رضی اللہ عنہا نے کچھ تصویریں دیکھی تھیں — تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اولئك قوم اذا مات فیھم العبد الصّالح أو الرّجل الصّالح بنوا علیٰ قبرہٖ مسجدًا، وصوّروا فیہ تلك الصُّوَر، اولئك شرار الخلق عند اللہ۔"

"یہ وہ لوگ تھے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرلیتے اور پھر اس میں تصویریں بنا کر (ان کی عبادت کرتے) —یہ لوگ اللہ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں!"

امام ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں اللہ رب العزت کا یہ ارشاد نقل کر کے کہ:

"أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى۔"

"بھلا تم نے لات اور عزّیٰ کو بھی دیکھا ہے؟"

اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

"کان یلتّ السّویق للحاج، فمات فعکفوا علیٰ قبرہٖ۔"

"لات حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا' جب یہ مرا تو لوگوں نے اس کی قبر پر اعتکاف شروع کر دیا۔"

صحیح مسلم میں حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے کہ:

"سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت یقول:
"الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم مساجد
ألا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی أنہاکم عن ذلک"
"میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: خبردار!
تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، تم قبروں کو
سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں!"

صحیحین میں امّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے -- آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"لمّا نزل برسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طفق یطرح خمیصۃ علی
وجھہ، فاذا اغتم کشفھا فقال -- وھو کذلک --: "لعنۃ اللہ علی
الیھود والنّصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" یحذّر ما صنعوا."
"یعنی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے
گبھراہٹ کی وجہ سے اپنی چادر کو چہرۂ اقدس پر الٹنا پلٹنا شروع کیا--- اسی
حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے
اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا!" ---- آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ
ﷺ یہود و نصاریٰ کے اس فعلِ قبیح سے ڈراتے تھے!"

اور صحیحین ہی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی مروی ہے --
اور اس طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی
ہے، جس کے الفاظ یوں ہیں:

"أنّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال: "قاتل اللہ الیھود والنّصاری
اتّخذوا قبور أنبیائھم مساجد""
کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک کرے۔
انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا!"

صحیحین ہی میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت یوں ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ: لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔" ولولا ذلک لابرز قبرہ، غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً۔"

"رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں فرمایا' جس میں آپ ﷺ جانبر نہ ہوسکے: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"--- اور اگر آپ ﷺ کو یہ خدشہ نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے گا تو آپ ﷺ کی قبر کو ظاہر کیا جاتا! (یعنی کھلی جگہ بنائی جاتی)!"

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اسنادِ جید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء، والذین یتخذون القبور مساجد۔"

"بد ترین وہ لوگ ہیں' جو زندہ ہوں گے اور قیامت ان کو پائے گی' نیز وہ لوگ جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل السنن نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج۔"

کہ "قبروں کی زیارت کرنے والیوں' ان پر مسجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر اللہ کی لعنت ہو!"

جب کہ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابو الھیاج اسدی بیان فرماتے ہیں:

"قال لی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ: ألا أبعثك علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن لا أدع تمثالا الا طمستہ، ولا قبرا مشرفا الا سویتہ۔"

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا' کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں' جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ کہ ہر تصویر مٹادوں اور ہر اونچی قبر برابر کردوں!"

صحیح مسلم ہی میں ثمامہ بن شفی سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے! یہ حدیث بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ جو بھی قبر شرعی مقدار سے زیادہ اونچی ہو' اسے برابر کر دینا واجب ہے' نیز یہ کہ قبروں کو اونچا بنانے' ان پر چھت بنانے یا قبے اور مساجد تعمیر کرنے سے بلاشک وشبہ منع کیا گیا ہے -- اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایسی قبریں گرانے کے لئے بھیجا تھا' پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس مشن پر حضرت ابو الهیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ کو مامور فرمایا!

ایک حدیث' جسے احمد رحمۃ اللہ علیہ' مسلمؒ' ابو داودؒ' ترمذیؒ نے روایت کیا ہے' اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر، وأن يبنى عليه، وأن يوطأ"

"رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے' ان پر عمارتیں تعمیر کرنے اور انہیں روندنے سے منع فرمایا ہے!"

صحیح **مسلم** سے اس حدیث کو روایت کرنے والوں نے درج ذیل مزید الفاظ بھی ذکر کئے ہیں:

"وأن يكتب عليه"

یعنی آپ ﷺ نے قبروں پر لکھنے (کتبہ وغیرہ لگانے سے بھی) منع فرمایا ہے!

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر پر لکھنے کی نہی شرطِ مسلم پر صحیح اور غریب ہے!

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قبروں پر عمارتیں بنانا منع ہے ---- یہ نہی اس عمارت پر بھی صادق آتی ہے جو قبر کے گڑھے کے ارد گرد بنائی جاتی ہے (جیسا کہ اکثر لوگ اموات کی قبروں کو ایک ہاتھ تک بصورتِ چبوترہ' یا اس سے زیادہ بلند کرتے ہیں) اس لئے کہ محض نفسِ قبر پر عمارت تعمیر کرنا ناممکن ہے' لہٰذا اس سے مراد وہ عمارت بھی ہے جو قبر کے اطراف و جوانب میں بنائی جاتی ہے ---جیسا کہ قبے' مساجد اور بڑے بڑے مشاہد' خواہ قبروں کے درمیان میں ہوں یا ان کے ایک جانب ہوں--- یہ عمارت گویا قبر پر ہی ہے' اور جو شخص ادنیٰ فہم بھی رکھتا ہے' اس پر یہ بات مخفی نہیں

ہے۔۔ ہم اکثر یہ پڑھتے سنتے ہیں کہ فلاں بادشاہ نے فلاں شہر یا بستی پر فصیل بنائی' حالانکہ یہ فصیل بستی یا شہر کے اوپر نہیں بنائی جاتی' بلکہ اس کے ارد گرد واقع ہوتی ہے ---- اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نے فلاں شہر' بستی یا عمارت میں مسجد بنائی ہے' خواہ اس مسجد کی چھت (اور دیواریں) اس شہر' بستی یا عمارت سے متصل نہ ہوں' بلکہ اس کے اطراف و جوانب میں ہوں --- بہر حال اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ قبر پر بنائی جانے والی عمارت قبر کے وسط میں ہو یا دور ---- جیسا کہ کسی چھوٹے شہر' چھوٹی بستی کے گرد بنی ہوئی فصیل یا تنگ مکان کی دیواریں اس کے وسط کے قریب ہوتی ہیں' اور اس کے برعکس کسی بڑے شہر' بڑی بستی کے گرد بنی ہوئی فصیل یا کھلے مکان کی دیواریں اس کے وسط سے دور ہوتی ہیں ----- کہا یہی جائے گا کہ یہ دیوار یا فصیل فلاں بستی یا شہر پر ہی ہے ---- بالکل اس طرح وہ مسجدیں یا عمارتیں' جو قبر کے قریب یا ارد گرد بنائی جاتی ہیں' قبر پر ہی متصور ہوں گی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ اطلاق لغتِ عرب میں نہیں ہوتا' تو وہ جاہل اور لغتِ عرب سے ناواقف ہے -- ایسا شخص نہ تو عربی زبان سمجھتا ہے اور نہ ہی اس زبان میں کلام کے استعمال کو جانتا ہے!

بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ قبروں کو اونچا بنانے والوں اور ان پر قبے' مسجدیں اور مشاہد تعمیر کرنے والوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے' جیسا کہ ذکر ہوا۔ چنانچہ کبھی تو فرمایا:

"اشتدّ غضب اللہ علیٰ قومٍ اتّخذوا قبور انبیائھم مساجد"

"اس قوم پر اللہ کا سخت غضب نازل ہو' جنھوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا!"

یہ آپ ﷺ کی بددعاء ہے' ان لوگوں کے لئے جو اس معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں' اور یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے ---- کبھی آپ ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا' کبھی ان اونچی قبروں کے انہدام کیلئے کسی کی ڈیوٹی لگائی' کبھی اس فعل کو یہود و نصاریٰ کا فعل بتلایا اور کبھی فرمایا:

"لا تتّخذوا قبری وثنا"

"میری قبر کو بت نہ بنانا!"

نیز فرمایا:

"لا تتخذوا قبری عیدًا"

یعنی "لوگو! میری قبر پر میلے ٹھیلے نہ لگانا!"

یاد رہے کہ مشرکین بھی اس طرح کے اجتماعات منعقد کیا کرتے تھے' جیسا کہ آج کل قبر پرست کرتے ہیں کہ فوت شدگان میں سے' جن کے ساتھ ان کا اعتقاد ہوتا ہے' ایک وقتِ مقررہ پر سال بہ سال ان کی قبروں پر جمع ہوتے اور عرس و میلے رچاتے ہیں' قربانیاں دیتے اور ان پر اعتکاف کرتے ہیں ---- چنانچہ ہر شخص ان رسوائے زمانہ لوگوں کے ان افعالِ قبیحہ سے واقف ہے' جنہوں نے اپنے اس رب کی عبادت کو تو ترک کر دیا جو ان کا خالق و رازق ہے' نیز جو ان کو مارے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا---- لیکن اس کے بندوں میں سے ان کو پوجنا شروع کر دیا' جو منوں مٹی تلے دفن ہیں اور جو خود اپنی ذات کے لئے بھی نہ تو کوئی منفعت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کی قدرت ہی رکھتے ہیں ---- حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے یہ حکم صادر فرمایا کہ آپ ﷺ اعلان فرما دیں:

"لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا"

"میں تو اپنے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا!"

ذرا اندازہ فرمائیے' یہ وہ ہستی ہے جو تمام مخلوق سے افضل اور تمام انسانوں کے سردار ہیں - اور آپ ﷺ بھی اپنے رب کے حکم سے یہ فرما رہے ہیں کہ میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں' تب دوسرا کون ہے جو دوسروں کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہو؟---- اسی طرح ایک صحیح حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"یا فاطمة بنت محمد لا أغنی عنكِ من الله شیئًا"

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ رضی اللہ عنہا کے کچھ کام نہ آسکوں گا!"

بس جب یہ بات نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے خاص الخاص قرابداروں اور اپنے محبوب لوگوں کے بارے فرمائی ہے' تو پھر ان فوت شدگان کا کیا حال ہے جو انبیائے

معصومین اور مرسلین بھی نہیں ہیں ؟ زیادہ سے زیادہ ان کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ امتِ محمدیہ ﷺ اور ملتِ اسلامیہ کے افراد میں سے ایک فرد ہیں' جو نفع و نقصان پہنچانے سے انتہائی عاجز ہیں ! ---- آخر وہ ایسے کام سے کیوں عاجز نہ ہوں گے' جس سے خود رسول اللہ ﷺ عاجز ہیں؟ اسی عاجزی کی خبر آپ ﷺ اپنی امت کو دے رہے ہیں' جس کی خبر آپ ﷺ کے بارے اللہ رب العزت نے دی تھی - چنانچہ آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ فرما دیں: "میں نہ تو اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہوں' اور نہ ہی اپنے خاص قرابتداروں کے حق میں کام آسکوں گا!"

کتنے تعجب کی بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ تو یہ بات فرمائیں' لیکن آپ ﷺ کی امت میں سے کوئی شخص کسی فوت شدہ ایسے شخص سے نفع و نقصان کی توقع رکھے جو آپ ﷺ کی شریعت کا متبع اور آپ ﷺ کا امتی ہے ---- یقیناً ایسی حرکت کا مرتکب وہ شخص نہیں ہو سکتا جس کو علم و عرفان کا تھوڑا سا حصہ بھی ملا ہو اور اس سے کمترین لگاؤ بھی رکھتا ہو ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت عطا فرمائے 'کیا آپ کے کانوں نے اس سے بڑی گمراہی کی بات بھی سنی ہے' جس گمراہی میں قبروں کے پجاری پڑے ہوئے ہیں ؟ ---- انا للہ وانا الیہ راجعون!

اس مسئلہ کی انتہائی وضاحت ہم نے اپنے رسالہ "الدرّ النّضید فی اخلاص کلمۃ التّوحید" میں کر دی ہے' اور جو لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ چکا ہے!

بہر حال اس بات میں ریب و تردد کی کوئی گنجائش نہیں کہ فوت شدگان کے بارے ان اعتقادات کے پیدا ہونے کا سبب وہ اعمال و افعال ہیں جو شیطان نے لوگوں کی نظروں میں مزین کر دکھلائے ہیں' یعنی قبروں کو اونچا کرنا' ان پر چادریں چڑھانا' اور ان کی انتہائی تزئین و آرائش کرنا! ---- جب کسی جاہل انسان لی نگاہ کسی ایسی قبر پر پڑتی ہے جس پر گنبد تعمیر کیا گیا ہو' تو اس کا جی اس میں داخل ہونے کو چاہتا ہے- پھر جب داخلے کے بعد وہ قبر پر خوبصورت چادریں' جلتے ہوئے چراغ دیکھتا' اور ماحول میں رچی بسی خوشبو محسوس کرتا ہے تو اس کا دل اس قبر کی تعظیم و عقیدت سے لبریز ہو جاتا ہے ---- اس کے ذہن میں اس میت کی قدرو منزلت کا تصور گھر کر جاتا ہے' پھر یہ چیزیں اس کے دل میں شیطانی عقائد کے سبب خوف اور رعب داخل کر دیتی ہیں

----- اور یہی شیطانی عقائد مسلمانوں کی گمراہی کے لئے ابلیسِ لعین کا سب سے بڑا دجل اور مکرو فریب' نیز بندوں کی گمراہی کے لئے شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار و وسیلہ ہیں' جن کی وجہ سے انسان اسلام سے آہستہ آہستہ پھسل جاتا ہے' حتیٰ کہ وہ صاحبِ قبر سے وہ حاجات طلب کر بیٹھتا ہے جن کا پورا کرنا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کی قدرت و بس میں نہیں ہوتا' چنانچہ اس کا شمار مشرکین کے زمرہ میں ہونے لگتا ہے!

یہ حقیقت ہے کہ قبروں اور اموات کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان جب اس طرح کی قبروں کو دیکھتا ہے' جن پر قبے' مساجد اور مشاہد وغیرہ بنائے گئے ہیں' تو وہ پہلی نگاہ ہی میں مشرک ہو جاتا ہے۔ اور پھر میت کے ساتھ زندوں کی طرف سے اس قدر تعظیم و عقیدت کو جب وہ پہلی زیارت کے وقت دیکھتا ہے تو اس کے دل میں لامحالہ یہ خیال آتا ہے کہ اس صاحبِ قبر سے دنیاوی یا اخروی منفعت کی امید فائدہ سے بہر حال خالی نہیں ہو سکتی ---- بالخصوص' جب وہ بڑے بڑے جبہ و دستار والوں کو اس قبر کی زیارت کرتے ہوئے' اس پر اعتکاف کرتے ہوئے اور عقیدت سے اسے ہاتھ لگاتے دیکھتا ہے تو وہ اپنے تئیں انتہائی حقیر خیال کرنے لگتا ہے کہ بھلا میں ان کے مقابلے میں کیا ہوں ؟ ----- اگر یہ کام فائدہ سے خالی ہوتا تو بڑے بڑے علماء کام کیوں کرتے ؟ یقیناً وہ غلط کام تو نہیں کر سکتے ---- پھر وہ ان کی دیکھا دیکھی شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے!

بلاشبہ شیطان بنی آدم میں سے اپنے ہم مشرب لوگوں کا ایک طائفہ ترتیب دیتا ہے' جو کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ جاتے ہیں' قبر پر آنے والے زائرین کو دھوکے دیتے ہیں اور ان پر یہ معاملہ انتہائی خطرناک بنا دیتے ہیں ---- بعض امور خود سرانجام دیتے ہیں' اور پھر انہیں میت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں' کچھ اس انداز سے کہ غافل انسانوں کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی ---- علاوہ ازیں یہ لوگ بہت سے قصے گھڑ لیتے ہیں' جنہیں اس میت کی کرامات باور کراتے ہیں' لوگوں میں ان کا چرچا کرتے ہیں اور بہ تکرار انہیں مجلسوں میں بیان کرتے ہیں ---- یوں یہ جھوٹی کرامات لوگوں میں پھیل جاتی ہیں اور مُردوں کے ساتھ عقیدت و حسنِ ظن رکھنے والے انہیں قبول کر لیتے ہیں ---- تو جس طرح یہ کرامات انہوں نے سنی ہوتی ہیں' مبالغہ آرائی کے ساتھ انہیں آگے بیان کرتے چلے جاتے ہیں' چنانچہ جاہل لوگ مشرکانہ اعتقادات اور بہت بڑے فتنہ

میں مبتلا ہو کر اپنے اموال میت کے نام نذر کرتے اور اپنی املاک قبر پر پہنچاتے ہیں --- اس اعتقاد کے ساتھ کہ اس میت کے جاہ سے انہیں خیر کثیر اور اجرِ عظیم ملے گا۔ وہ یہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ کام بہت بڑی قربت' نفع منفعت بھلائی اور قبول ہونے والی نیکی ہے' چنانچہ نبی آدم سے ان اخوان الشیاطین کو اس قبر کی بدولت اپنا مقصود یعنی زر و مال بڑی آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے!

مجاور اور گدی نشین قسم کے لوگ یہ کام اس لئے کرتے ہیں' لوگوں کو (صاحبِ قبر کی ناراضگی کے) ہولناک نتائج سے اس لئے ڈراتے اور یہ اکاذیب (جھوٹے قصے) اس لئے گھڑنے اور باندھتے ہیں کہ اس ذریعۂ ملعونہ اور وسیلۂ ابلیسیہ سے لوگوں کے مال باطل طریقے سے ہڑپ کر سکیں ---- بسا اوقات تو کسی قبر پر وقف شدہ اشیاء کی مقدار اس قدر بڑھ جاتی اور غلے کے اتنے بڑے ڈھیر لگ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی بستی کو کفایت کر جائیں۔ اور اگر اس وقف شدہ مال کو فروخت کیا جائے تو ایک بہت بڑی جماعتِ فقراء کو غنی کر دے' حالانکہ یہ سارا مال و زر اللہ رب العزت کی معصیت میں صاحبِ قبر کی نذر کیا گیا ہوتا ہے!

صحیح حدیث سے ثابت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا نذر فی معصیۃ اللہ"

"اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی میں نذر نہیں ہے!"

یعنی یہ منع ہے اور اس سے کچھ فائدہ نہیں' کیونکہ یہ ایک ایسی نذر ہے جس سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی' بلکہ ایسی نذر ماننے والا اللہ رب العزت کے غضب اور ناراضگی کا مستحق ٹھہرتا ہے --- یہ نذریں اپنے فاعل کے دین کو متزلزل کر دیتی اور اسے اس حال تک پہنچا دیتی ہیں کہ وہ ایسے اعتقادات مُردوں سے قائم کر لیتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے قائم کرنے جائز اور روا ہیں --- وہ اپنے محبوب اور پسندیدہ مال کو اس وقت قبر پر پیش کرتا ہے جب اس کے دل میں شیطان اس قبر اور صاحبِ قبر کی عقیدت' حد سے بڑھی ہوئی محبت و تعظیم' اور اعتقادات میں غلو کا بیج بو چکا ہوتا ہے --- ایسا شخص ان عقائد کی وجہ سے اسلام کی طرف سالم نہیں لوٹ سکتا --- نعوذ باللہ من الخذلان!

(ہم ان رسوائیوں سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ کے طالب ہیں)!

بلاشبہ ان فریب خوردہ اور دھوکے میں مبتلا لوگوں' نیز غیراللہ کے نام پر نذریں پیش کرنے والوں کی غالب اکثریت ایسی ہے کہ اگر ان سے کوئی یہ مطالبہ کرے کہ جو مال میت کی نذر کیا گیا ہے' اس مال کو بجائے قبر کے' اللہ تعالیٰ کی اطاعت و قربت کے لئے اللہ رب العزت کے نام نذر کرو' تو یہ کام وہ نہ کریں گے' اور نہ ہی آئندہ کبھی ان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے!---- دیکھیں! اس شیطانی کھیل نے انہیں کہاں تک پہنچا دیا ہے اور کس طرح انہیں قعرِ ضلالت' اور دور کی ظلمتوں میں پھینک دیا ہے! یہ ہیں قبروں کو اونچا بنانے' خوبصورت اور پختہ' چونا گچ بنانے کے نتائج و نقصانات--- یہی وہ بدترین مفاسد ہیں جن کے ذریعے شیطان اپنے دوستوں کو دینِ اسلام کے اعلیٰ مقام سے سر کے بل نیچے پھینک دیتا ہے! ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی ملکیت کے بہترین جانور اور مویشی قبروں پر ہانک لاتے ہیں اور صاحبِ قبر کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس سے دل میں پوشیدہ تمناؤں کی تکمیل کے لئے ان جانوروں کو اس قبر پر ذبح کرتے ہیں ---- یہی غیراللہ کی نذر و نیاز (یعنی "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ") ہے' کیونکہ پتھر کے تراشیدہ اور نصب شدہ بت ہوں' جن کو "وثن" کہتے ہیں' یا مُردوں کی قبریں ہوں' ان پر کی جانے والی قربانیاں برابر ہیں' محض نام کی تبدیلی ("وثن" یا "قبر") سے کچھ فرق نہیں پڑتا--- نام بدل دینے سے "باطل" "حق" نہیں بن جاتا' اور نہ ہی کوئی حرام چیز حلال ہوجاتی ہے ---- اگر کوئی شراب کا نام بدل کر اسے پیتا ہے تو اس پر بھی وہی حکم لاگو ہوگا جو شراب پینے والے پر لاگو ہوتا ہے' اور وہ شرابی ہی کہلائے گا' شرابی کی بجائے اس کا کوئی دوسرا نام نہیں رکھ دیا جائے گا-- اس بارے جمیع مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے!

بلاشبہ "ھدی" "فدیہ" اور "قربانی" کی طرح جانور ذبح کرنا بھی عباداتِ الٰہی میں سے ایک عبادت ہے' جو رب کے بندے اپنے رب کے لئے بجا لاتے ہیں --- ان کی وجہ سے صاحبِ قبر کی قربت حاصل کرنے والے یا قبر کے پاس جانور ذبح کرنے والے کی غرض و غایت سوائے تعظیم و کرامت' طلبِ خیر اور دفعِ شر کے اور کچھ نہیں ہوتی' لہٰذا اس لحاظ سے بھی اس کے غیراللہ کی عبادت ہونے میں کچھ شک نہیں -- اس کے

باوجود اگر کوئی اس فعلِ شنیع کا مرتکب ہوتا ہے تو اس پر یہی کہا جا سکتا ہے:

"ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

کہ "نہیں گناہ سے بچنے کی قدرت و طاقت ' مگر اللہ بلند عظمت والے کی توفیق سے!" ـــ اور:

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

ارشادِ رسالتمآب ﷺ ہے:

"لاعقر فی الاسلام"

"اسلام میں عقر نہیں ہے!"

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کانوا یعقرون عند القبر، یعنی بقرًا وّشیاهًا"

"(یہود و نصاریٰ اور مشرکین) قبر کے پاس گائیں اور بکریاں ذبح کیا کرتے تھے"۔

چنانچہ "لاعقر فی الاسلام" کا مطلب یہ ہے کہ قبروں پر جانور ذبح کرنا منع ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے!

اس ساری بحث و تمحیص ' دلائل' تمہید اور اختتامی کلمات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جو کچھ صاحبِ "بحر" امام یحییٰ نے کہا ہے' وہ علماء کی غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے' اور ایک ایسی خطاء جو مجتہدین سے سرزد ہو ہی جاتی ہے۔ تمام انسانوں کا معاملہ یہی ہے ہاں معصوم صرف وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معصوم قرار دیا ہے' اور یہ نبی کی ذات ہے۔ رہے علماء تو ان میں سے ہر ایک کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔ـ چنانچہ باجودیکہ امام یحییٰ عظیم ائمہ میں سے ایک انصاف پسند اور حق کے متلاشی امام ہیں' جب ہم نے دیکھا کہ مذکورہ مسئلہ میں انہوں نے قبروں پر قبے وغیرہ بنانے کے جواز کا فتویٰ دے کر دوسرے علماء کی مخالفت کی ہے' تو ہم نے اس اختلاف کو اسی چیز کی طرف لوٹایا' جس کی طرف لوٹانا اللہ رب العزت نے واجب قرار دیا ہے۔ اور یہ چیز ہے' کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ! ـــ اس

مسئلہ میں کتاب و سنت سے جو کچھ ہمیں معلوم ہوا، ہم نے اس کا اظہار واضح دلائل مع منع و نہی کے ببانگِ دہل کردیا ہے کہ یہ کام یعنی قبروں پر قبے، مساجد اور مشاہد وغیرہ بنانا شرک کا بہت بڑا ذریعہ اور ملتِ اسلامیہ سے خروج کا ایک عظیم سبب ہے۔۔۔ علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ سے صحیح حدیث سے ثابت ہے:

"کلّ أمرلیس علیہ أمرنا فھو ردّ۔"

"یعنی ہر وہ کام، جس کا شریعت میں وجود نہیں ہے، وہ مردود ہے!"

اس فرمانِ رسول ﷺ کی روشنی میں بھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں کو اونچا کرنے، ان پر مسجدیں بنانے اور قبے بنانے کا کوئی حکم شریعت میں موجود نہیں، جیسا کہ ہم نے واضح کردیا۔ ہاں اس کی ممانعت میں واضح فرامینِ رسول ﷺ ضرور موجود ہیں۔۔۔ تو اس کے قائل و فاعل کے قول و فعل کو اسی پر لوٹا دیا جائے گا اور یہ مردود قرار پائے گا ۔۔۔ بالخصوص اس لئے کہ شریعتِ اسلامیہ کا شارع رب سبحانہٗ و تعالیٰ ہے اور یہ شریعت اس نے اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی زبان میں نازل فرمائی ہے!

پس کسی بھی عالم کو، خواہ وہ علم کے کتنے ہی بلند درجے اور اعلیٰ مرتبے پر فائز کیوں نہ ہو، یہ لائق نہیں کہ وہ کتاب و سنت، یا ان میں سے کسی ایک کے خلاف بات کی پیروی کرے۔۔۔ ہاں اگر وہ اجتہاد کا حق ادا کرنے کے باوجود کسی خطاء کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ ماجور ہے، تاہم کسی دوسرے کے لئے اس کی اتباع جائز نہیں ۔۔۔ جیسا کہ تمہیدی گذارشات میں یہ مسئلہ ہم نے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کردیا ہے، اب مزید اس پر کچھ کہنے کی چنداں حاجت نہیں!

**فائدہ:**

رہی امام یحییٰ کی یہ دلیل کہ قبروں پر قبے اور مشاہد، بوجہ مسلمانوں کے استعمال کرنے اور انہیں برا نہ جاننے کے جائز ہیں، تو ان کی یہ بات بھی غلط ہے اور مردود!۔۔۔ اس لئے کہ علمائے اسلام ہر زمانے میں اور ہمیشہ رسول ﷺ کی وہ احادیث اپنی مجالس اور اپنے مدارس میں بیان کرتے چلے آرہے ہیں، جن میں آپ ﷺ نے اس فعل کے ملعون اور حرام ہونے کی خبردی ہے۔۔۔ شاگرد اپنے استاد سے، چھوٹا اپنے بڑے سے اور دوسرا اپنے پہلے سے ایسے ہی بیان کرتا چلا آرہا ہے، اور عہدِ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک یہی ہو رہا ہے۔۔ اس فعل کی لعنت و حرمت کو محدّثین نے اپنی مشہور کتب امّہات و مسندات و مصنّفات میں نقل کیا ہے' مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ذکر کیا ہے' اہلِ فقہ نے اپنی کتبِ فقہ میں اور اہلِ اخبار و سیر نے کتبِ سیرت و اخبار میں اسے بیان کیا ہے۔ تب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور اسے برا نہیں جانا؟ یہاں تو حالت یہ ہے کہ علماء امت نہی و ممانعت کے دلائل ذکر کرتے ہیں اور سلف سے خلف تک ہر زمانہ میں اس کے فاعل کو لعنتی قرار دیتے چلے آرہے ہیں۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ علمائے اسلام نے شدت سے اس کا انکار کیا اور اس کی ممانعت واضح فرمائی ہے ۔۔۔ امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے' جو کہ اس امت کے سلف و خلف کے مذہب کے امام مانے جاتے ہیں' صراحتاً یہ بیان کیا ہے کہ اہلِ علم کی تمام جماعتوں نے قبروں پر مسجدیں بنانے کی ممانعت ذکر فرمائی ہے ۔۔۔ آخر میں لکھا ہے کہ :

"وصرح اصحٰب احمد ومالك والشّافعی بتحریم ذٰلك، وطائفة اطلقت الکراهة، لکن ینبغی ان تحمل علی کراهة التّحریم، احسانًا للظّنّ بهم، وان لا یّظن بهم أن یّجوزوا ما تواتر عن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم لعن فاعله والنّهی عنه"

"اصحاب احمد رحمۃ اللہ علیہ' مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے صریح حرام ہونے کی خبر دی ہے' جب کہ ایک جماعت نے مکروہ ہونے کی! تاہم اس کراہت کو ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے کراہتِ تحریمی پر محمول کیا جائے گا' کیونکہ ان کے بارے ہم یہ گمان تک نہیں کر سکتے کہ وہ ایک ایسی چیز کو جائز قرار دیں' جس کے فاعل پر لعنت اور اس سے منع و نہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر ثابت ہو!"

غور فرمائیں' کیسے انہوں نے اہلِ علم سے یہ صراحت نقل فرمائی ہے ۔۔۔ یہ تصریح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بعض مسائل میں باہمی اختلاف کے باوجود اس مسئلہ پر ان کا اجماع ہے۔ نیز انہوں نے بتلایا ہے کہ تینوں مذاہب (احمد' مالک' شافعی) تو

اس کی حرمت کے قائل ہیں' جب کہ ایک جماعت کراہت کی ! اور پھر اس کراہت کو بھی کراہتِ تحریمی پر محمول کیا ہے- تب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ قبروں پر قبے اور مشاہد بنانے پر کسی نے انکار نہیں کیا ہے ؟

علاوہ ازیں اس سلسلہ میں صالحین کا استثناء بھی صحیح نہیں کہ عام قبروں پر تو اس کی ممانعت ہو' لیکن صالحین کی قبروں پر قبے بنانے کی اجازت ہو' جب کہ نبی اکرم ﷺ سے بسندِ صحیح ہم اوپر یہ بیان کر چکے ہیں کہ :

"اولئك قوم اذا مات فيهم العبد الصّالح اوالرّجل الصّالح بنوا علی قبره مسجدًا -"

"یہ وہ لوگ تھے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے !"

پھر آپ ﷺ نے ان کی اس حرکت کے سبب ان پر لعنت بھی فرمائی ہے' لہٰذا کسی مسلمان کے لئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اس حرمت و ممانعت سے صالحین کی قبروں کو مستثنیٰ قرار دے ؟ جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ اہلِ کتاب ' جن کو رسول ﷺ نے ملعون قرار دیا اور ان کے اس فعل سے لوگوں کو ڈرایا' وہ صالحین کی قبروں پر ہی مسجدیں بناتے تھے --- پھر رسول اللہ ﷺ ' جو نوعِ انسانی کے سردار' بہترین خلق کے مالک' خاتم الرسل اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں' اس حوالہ سے اپنی امت کو بھی منع فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی قبر کو مسجد' نیز پوجا پاٹ اور میلے ٹھیلے کی جگہ نہ بنا لیں --- حالانکہ آپ ﷺ پوری امت کے راہنما ہیں' صالحین امت آپ ﷺ ہی کو راہنما تسلیم کرتے ہیں' آپ ﷺ ہی کے اقوال و افعال کے متبع ہیں' آپ ﷺ ہی سے انہیں راہنمائی ملتی ہے' اور اسی بناء پر وہ دوسروں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں --- چنانچہ جب آپ ﷺ کی قبر پر بھی یہ کام ممنوع اور حرام ہیں' تو دوسرا کون ہے کہ یہ منکر کام اس کی قبر پر جواز کا درجہ حاصل کر سکے ؟ --- اصل فضیلت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے' ہر فضیلت کا مرجع آپ ﷺ کی ذات ہے' اور کسی بھی دوسرے کی فضیلت کو آپ ﷺ کی فضیلت سے کسی بھی اعتبار سے ادنیٰ نسبت بھی نہیں ہے- پھر جب آپ ﷺ کی قبر پر بھی اس حرکتِ شنیع کا مرتکب لعنتی ہے' تو آپ

ﷺ کی امت میں سے کسی شخص کی قبر پر یہ کام کرنے والا کیوں ملعون نہ ہوگا؟

علاوہ ازیں کسی بھی انسان کی فضیلت کو حرام چیز کے حلال، اور منکرات کو جائز قرار دینے میں آخر دخل ہی کہاں حاصل ہے؟ --- اے اللہ ہم تیری مغفرت کے طالب ہیں!

والحمد للہ الذی ھدانا للحق ووفقنا لاتباعہ وصلی اللہ علی محمد عبداللہ ورسولہ وعلی آلہ اجمعین۔

---

# مولینا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری کا سانحۂ ارتحال

جماعتی حلقوں میں یہ خبر یقیناً بڑے حزن وملال سے سُنی جائے گی کہ جماعت اہلحدیث کے معروف عالمِ دین، مصنّف و مؤرّخ مولانا قاضی محمد اسلم سیف صاحب فیروزپوری چند دنوں کی علالت کے بعد وفات پا گئے --- انا للہ وانا الیہ راجعون

علامہ محمد مدنی نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث، رئیس جامعہ علومِ اثریہ جہلم نے جہاں اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی، وہاں مرحوم کے لواحقین کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مرحوم کی وفات سے جماعت اہلحدیث ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کی جماعتی اور علمی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں! انھوں نے کہا کہ مسلکی غیرت، جماعتی درد، علم دوستی، تقویٰ وتدین اور حب الوطنی اُن کی خصوصیات تھیں۔ والدِ مرحوم ومغفور سے گہرے روابط کے حوالہ سے میرا اُن سے انتہائی قریبی اور گہرا تعلق تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں، میرے بھائی، اساتذہ جامعہ علومِ اثریہ اُن کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں خصوصی جگہ عنایت فرمائے --- آمین!

اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسّع مدخلہ وادخلہ الجنّۃ الفردوس --- آمین!

---